Lesson 5: At-Tawbah (Ayaat 53- 63): Day 17

سُوۡرَۃُ التَّوۡبَة کی تفسیر

اگلی آیت؛

فَلَا تُعۡجِبۡكَ اَمۡوَالُهُمۡ وَلَاۤ اَوۡلَادُهُمۡ‌ ؕ اِنَّمَا يُرِيۡدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمۡ بِهَا فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا وَتَزۡهَقَ اَنۡفُسُهُمۡ وَهُمۡ كٰفِرُوۡنَ ﴿۵۵﴾

اِن کے مال و دولت اور ان کی کثرت اولاد کو دیکھ کر دھوکہ نہ کھاؤ، اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ اِنہی چیزوں کے ذریعہ سے ان کو دنیا کی زندگی میں بھی مبتلائے عذاب کرے اور یہ جان بھی دیں تو انکار حق ہی کی حالت میں دیں ﴿۵۵﴾

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے نبی ﷺ آپ اس بات پر تعجّب نہ کریں کہ ان کے پاس تو بہت کچھ ہے۔

ہم سب کے لئے پیغام ہے کہ دوسروں کی دنیاوی کامیابیاں دیکھ کر یہ نہ سوچیں کہ کثرتِ مال سے یہ لوگ خوش حال ہیں۔ بہت وسیع بزنس ہے۔ ہر وقت مال بڑھانے کا سوچتے ہیں۔ اولاد کو فلاں یونیورسٹی بھیج دیں۔ یہ لے دیں۔ تو یہ سب دراصل ان کے لئے آزمائش ہے۔ ان میں سے بعض کے لئے یہ سزا ہے کہ وہ دنیاداری میں مصروف ہیں۔

اب یہ ہر گز نہ سوچیں کہ جس کے پاس مال ہے یا اگر کوئی بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلوا رہا ہے تو شائد یہ غلط ہے۔ ہر گز نہیں! ۔ اوپر والی آیت کا معنی یہ ہے کہ صرف مال بڑھانے اور اولاد کا ہی نہ سوچتے رہیں۔ مال کمائیں۔ بچے پڑھائیں لیکن صرف یہی نہ سوچتے رہیں۔ اس کو زندگی کا مقصد نہ بنائیں۔ آپ کو کوششیں دین اور دنیا دونوں کے لئے ہونی چاہئیں۔ بچوں کو دینی تعلیم بھی دلوائیں دُنیاوی بھی۔ مال کمائیں، اللہ کی راہ میں لگائیں۔ اور اللہ کے دین کے لئے بھی بھاگ دوڑ کریں۔

'۔ اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ اِنہی چیزوں کے ذریعہ سے ان کو دنیا کی زندگی میں بھی مبتلائے عذاب کرے۔'

'مال اور اولاد' یہ دونوں چیزیں عذاب کیسے بنتی ہیں؟

مال سے انسان اپنی زندگی کو خوشحال اور آرام دہ بنانا چاہتا ہے۔ انسان سہل پسند بن جاتا ہے۔

مثال؛ اگر بہت زیادہ ایئر کنڈیشنڈ میں رہیں تو جسم کے لئے اچھا نہیں ہے۔ یا بہت زیادہ دیر ہیٹر لگا کر بیٹھیں تو صحت کے لئے اچھا نہیں۔ یا پھر بہت مرغن اور چٹ پٹے کھانے کھائیں تو صحت کے لئے نقصان دہ ہیں۔ بسکٹ، کیک، کھاتے رہیں تو اچھے نہیں۔

بعض کاروبار اور نوکریاں ایسے ہیں کہ انسان مصروف رہتے ہیں۔ کھانے پینے کا ہوش نہیں۔

اولاد کیسے آزمائش بنی کہ والدین خود کافر جیسے ابو جہل اور اولاد مسلمان ہو گئی۔ باپ عبد اللہ بن ابی جیسا منافق اور بیٹا اسلام اور اللہ کے نبیؐ پر جان قربان کرنے والا مخلص صحابیؓ۔

بے دین والدین اپنی نیک اولاد کو دیکھ کر خوش نہیں ہوتے۔ وہ چاہتے ہیں کہ بچے ہمارا کہنا مانیں۔

کچھ مائیں بیٹی کو حجاب نہیں لینے دیتیں۔ کچھ والدین بیٹے کی داڑھی دیکھ کر خوش نہیں ہوتے۔

کچھ والدین پیسہ خرچ کر کے بچّوں کو پڑھاتے ہیں۔ وہ بچے کامیاب ہو کر والدین کو بھول جاتے ہیں۔

وہی بچے اپنے والدین کو ملنے نہیں آتے۔ والدین اُن کو دیکھنے کو ترستے ہیں۔

بعض بچّے دین سے اتنا دُور ہیں کہ والدین کی عزّت نہیں کرتے۔ اُن سے بُرا سلوک کرتے ہیں۔

خاص طور پر جو والدین اولاد کو حرام کھلاتے ہیں پھر بعد میں دُکھی ہی ہوتے ہیں۔

آج زندگی کا مقصد بدل گیا۔ ہم نے مال اور اولاد کو اپنا مقصدِ حیات بنا لیا۔ آج پیسہ بھی ہے۔

اُمّتِ مسلمہ کی تعداد بھی بہت بڑی ہے ماشاءاللہ۔عبادات بھی کرتے ہیں۔ لیکن دین کو زندگی کا مقصد نہیں بنایا۔ آج اُمتِ مسلمہ کا توازن خراب ہو گیا۔

آج کے حالات میں سوچیں کہ اگر غزوۂ تبوک کے لئے نکلنا پڑتا؟

صحابہؓ کا ایمان دیکھیں۔وہ بس سمعنا اور اطعنا کہہ کر چل پڑے۔

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق

عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

عقل تو کہتی ہے آرام سے گھر بیٹھو۔ یہ اللہ اور نبیؐ کی محبت اور اطاعت ہمیں دین کے لئے کچھ کرنے کا شوق دلاتی ہے۔ دین اسلام سے محبت ہمارے اندر تڑپ پیدا کرتی ہے۔

عقل سے نہیں دل سے پوچھ کر چلیں۔ نیکیوں کی دوڑ میں پیچھے نہ رہیں۔

ایک ماں کا کام دیکھیں۔ چوبیس گھنٹے کی نوکری، کوئی تنخواہ نہیں۔ کوئی چھٹی نہیں۔ گھر والوں اور بچّوں کی خدمت کے لئے تیار۔ کھانا پکانا، صفائی کرنا، برتن کپڑے دھونا۔ ہر کام کرنا۔ بچّوں کے لئے رات رات بھر جاگنا۔

اب اگر وہ بچّوں کو دین نہ سکھائے تو تربیت میں کوتاہی سے اپنا بھی نقصان اور بچّوں کی بھی آخرت خراب۔ اپنے بچّوں کی بہترین دینی تربیت کریں۔

ذہنی طور پر تیار رہیں۔ اللہ کے دین کی خدمت کا جذبہ پیدا کریں۔

ایک طرف اولاد آنکھوں کی ٹھنڈک اور ایک طرف عذاب اور آزمائش۔

فی زمانہ آج یہ ہر ایک کا مسئلہ ہے۔ ہم نے مال اور اولاد کے معاملات میں توازن رکھنا ہے۔ نہ تو بیوقوف اور بھولے ہی بنے رہیں اور نہ دنیاداری میں مصروف رہیں۔ اعتدال کا راستہ اختیار کریں۔

یہاں تک منافقین کی باتیں تھیں۔ آگے مزید انہی منافقین کا تذکرہ ہے۔

وَيَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ ؕ وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ ﴿٥٦﴾

وہ خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ ہم تمہی میں سے ہیں، حالانکہ وہ ہرگز تم میں سے نہیں ہیں اصل میں تو وہ ایسے لوگ ہیں جو تم سے خوف زدہ ہیں ﴿٥٦﴾

ان کی تنگ دلی، ان کی پریشانی گھبراہٹ اور بے اطمینانی کا یہ حال ہے کہ تمہارے پاس آکر تمہارے دل میں گھر کرنے کے لیے اور تمہارے ہاتھوں سے بچنے کے لیے بڑی لمبی چوڑی زبردست قسمیں کھاتے ہیں کہ واللہ! ہم تمہارے ہیں ہم مسلمان ہیں حالانکہ حقیقت اس کے برخلاف ہے یہ صرف خوف و ڈر ہے جو ان کے پیٹ میں درد پیدا کر رہا ہے۔

یعنی کہتے تو اپنے آپ کو مسلمان ہیں لیکن ڈرتے ہیں اور اپنا حال حلیہ غیر مسلموں جیسا بنا کر پھرتے ہیں۔ یا مسلمان تو ہیں لیکن اپنے آپ کو غیر مسلموں کے ساتھ رکھتے ہیں۔ وہ ڈرتے ہیں کہ کہیں لوگ اُن کو مذہبی نہ سمجھ لیں۔

لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ ﴿٥٧﴾

اگر وہ کوئی جائے پناہ پالیں یا کوئی کھوہ یا گھس بیٹھنے کی جگہ، تو بھاگ کر اُس میں جا چھپیں ﴿٥٧﴾

مَلْجَاً: ل ج ا۔ جائے پناہ

مُدَّخَلًا: دخل۔ سرنگ

منافق کو اللہ پر بھروسہ نہیں ہوتا۔ جب دین کو اُن کی ضرورت ہوتی ہے تو یہ چھپ کر بیٹھ جاتے ہیں۔ جب کوئی دینی کام ہو تو سائیڈ پر ہو جاتے ہیں۔ اپنے آپ کو غیروں میں ملا جلا کر رکھتے ہیں۔ تا کہ کوئی دینی کام نہ کرنا پڑے۔

تا کہ چیکنگ نہ ہو جائے۔ داڑھی والوں اور نقاب والوں کی چیکنگ زیادہ ہوتی ہے۔ اس لئے اپنا حال حلیہ بدل لیں۔

ہمیں اپنے مسلمان ہونے پر فخر ہونا چاہیئے۔ اپنے یقین کو مضبوط رکھیں۔

اگر آج انہیں اپنے بچاؤ کے لیے کوئی قلعہ مل جائے اگر آج یہ کوئی محفوظ غار دیکھ لیں یا کسی اچھی سرنگ کا پتہ انہیں چل جائے تو یہ تو سارے کے سارے دم بھر میں اس طرح اڑن چھو ہو جائیں تیرے پاس ان میں سے ایک بھی نظر نہ آئے کیونکہ انہیں تجھ سے کوئی محبت یا اُنس تو نہیں ہے یہ تو ضرورت مجبوری اور خوف کی بناء پر تمہاری چاپلوسی کر لیتے ہیں۔

ہم مسلمانوں کو اپنے رویے اچھے رکھنے چاہئیں۔ بہترین اخلاق دکھائیں۔

اسلام میں بہت طاقت ہے۔ جھوٹے بہانے نہ بنائیں۔ دین پر عمل کرینگے تو دنیا میں بھی عزت ملے گی آخرت میں بھی۔ غیر مسلم کہتے ہونگے کیسے مسلمان ہیں اپنے دین پر ہی عمل نہیں کرتے۔ عورتیں پردہ نہیں کرتیں اور مرد دھوکے فراڈ کرتے ہیں اور نبی ﷺ کی سنت پر عمل نہیں کرتے۔ 500 مسافروں کے جہاز میں سے کوئی ہی نماز کے لئے اُٹھتا ہے۔

اگر ہم اپنے مسلمان ہونے پر فخر کریں تو چھپنے کی ضرورت نہیں۔

منافق دل سے کفر کو پسند نہیں کرتا لیکن Peer Pressure کی وجہ سے دین اسلام پر عمل کرنے سے ڈرتا ہے۔ مال اور دنیا کی محبت کی وجہ دین پر عمل نہیں کرتا۔

بعض لوگ اپنے ملکوں سے مغربی ملک میں سیاسی پناہ لیتے ہیں۔ مسلمان اپنے ملکوں کی خراب باتیں بنا کر مغربی ملک میں سیٹل ہوتے ہیں۔ کچھ تو مذہب بھی بدل لیتے ہیں۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ ۚ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَاِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَآ اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ ﴿۵۸﴾

اے نبیؐ، ان میں سے بعض لوگ صدقات کی تقسیم میں تم پر اعتراضات کرتے ہیں اگر اس مال میں سے انہیں کچھ دے دیا جائے تو خوش ہو جائیں، اور نہ دیا جائے تو بگڑنے لگتے ہیں ﴿۵۸﴾

بعض تو ایسے بدبخت ہیں کہ اللہ کے نبیؐ پر باتیں بناتے ہیں۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۙ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ﴿۵۹﴾

کیا اچھا ہوتا کہ اللہ اور رسولؐ نے جو کچھ بھی انہیں دیا تھا اس پر وہ راضی رہتے اور کہتے کہ "اللہ ہمارے لیے کافی ہے، وہ اپنے فضل سے ہمیں بہت کچھ دے گا اور اس کا رسول بھی ہم پر عنایت فرمائے گا، ہم اللہ ہی کی طرف نظر جمائے ہوئے ہیں" ﴿۵۹﴾

ان دونوں آیات کے پیچھے کچھ واقعات ہیں۔ اللہ کے نبی ﷺ جیسی عظیم شخصیت لیکن پھر بھی اُن کے بارے میں لوگوں کی بدگمانی نظر آتی ہے۔ لوگوں کو اُن کے حال حلیے سے صاف پتا چل رہا تھا کہ اُن کو مال و دولت سے کوئی دلچسپی نہیں ہے لیکن پھر بھی لوگوں نے اُن پر مال خُرد بُرد کا الزام لگایا۔

بعض منافق نبی کریم ﷺ پر تہمت لگاتے کہ آپ ﷺ مال زکوٰۃ صحیح تقسیم نہیں کرتے وغیرہ، اور اس سے ان کا ارادہ سوائے اپنے نفع کے حصول کے اور کچھ نہ تھا۔ انہیں کچھ مل جائے تو راضی ہیں اگر یہ رہ جائیں تو بس ان کے نتھنے پھولے ہوئے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے مال زکوٰۃ جب اِدھر اُدھر تقسیم کر دیا تو انصار میں سے کسی نے ہانک لگائی کہ یہ انصاف نہیں اس پر یہ آیت اتری۔ اور روایت میں ہے کہ ایک نو مسلم صحرائی نبی کریم ﷺ کو سونا چاندی بانٹتے ہوئے دیکھ کر کہنے لگا کہ "اگر اللہ نے تجھے عدل کا حکم دیا ہے تو تو عدل نہیں کرتا"۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں اللہ کی قسم نہ میں تمہیں دوں نہ تم سے روکوں میں تو ایک خازن ہوں۔ جنگ حنین کے مال غنیمت کی تقسیم کے وقت ذوالخویصرہ حرقوص نامی ایک شخص نے نبی کریم ﷺ پر اعتراض کیا تھا اور کہا تھا تو عدل نہیں کرتا انصاف سے کام کر آپ ﷺ نے فرمایا" : اگر میں بھی عدل نہ کروں تو پھر تیری بربادی کہیں نہیں جاسکتی"۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" : تو تباہ ہو اگر میں بھی عادل نہیں تو زمین پر اور کون عادل ہو گا""؟

اللہ کے نبیؐ کے پاس بہت مال آتا تھا لیکن وہ تقسیم کر دیتے تھے۔ ایک لیڈر کو پتا ہوتا ہے کہ مال کو کہاں خرچ کرنا ہے۔ کہاں کس کو ضرورت ہے۔ بلاوجہ کی تنقید اور بدگمانی جائز نہیں ہے۔

مسلمانوں کے پاس تو غنیمت میں اتنا زیادہ مال آتا تھا کہ سراقہ بن مالک کو کسریٰ کے خزانے سے جو کنگن ملے تھے اُن کا وزن 14 کلو سونا تھا۔

جب اللہ کے نبیؐ اپنے دوست ابو بکرؓ کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ کی طرف گئے۔ اس دوران میں مشرکین نے پوری بستی کے بہادروں کو ایک عظیم انعام کی پیش کش کی تھی:

"جو بھی محمد ﷺ اور ابو بکرؓ کو تلاش کر کے لائے گا، اسے سو اونٹوں کا انعام دیا جائے گا۔"

یہ اس زمانے میں ایک زبردست انعام تھا۔ خود سراقہ ابن مالک نے زرہ پہنی، ہتھیار لگائے، گھوڑی پر زین کسی اور خفیہ مہم پر روانہ ہو گیا۔ اور اب سو اونٹوں کا انعام حاصل کرنے چل پڑا تھا۔

سراقہ ابن مالک کی گھوڑی سرپٹ بھاگ رہی تھی۔ کئی گھنٹوں کے سفر کے بعد وہ دور اونٹ پر ایک مسافر کو دیکھ رہا تھا۔ ایک دوسرا شخص اونٹ کی مہار تھامے پیدل ہی چل رہا تھا۔ اس کا دل بلّیوں اچھلنے لگا۔ اس نے اپنی رفتار اور تیز کر دی۔ اب وہ پیچھا کرنے والوں کے خاصا قریب پہنچ چکا تھا۔ اچانک اس کی گھوڑی نے ٹھوکر کھائی اور گر پڑی۔

سراقہ ابن مالک نے گھوڑی کو دل ہی دل میں بُرا بھلا کہا اور دوبارہ سوار ہو کر پھر اسے ایڑ لگا دی۔ اب وہ اپنے شکار کے بہت قریب پہنچ چکا تھا، مگر چند گز کے فاصلے پر گھوڑی نے دوبارہ ٹھوکر کھائی اور بری طرح زمین پر آ رہی۔ خود ابن مالک گھوڑی کے نیچے آ کر مرتے مرتے بچا۔

وہ تو پہلی ہی دفعہ گھوڑی کے گرنے کو برا شگون سمجھا تھا۔ وجہ یہ تھی کہ اس کی گھوڑی کبھی بھی یوں نہیں گری تھی۔ اس کے دل نے کہا:

"اے ابن مالک، کہیں انعام کے لالچ میں تو واقعی کسی بزرگ ہستی کو نقصان پہنچانے تو نہیں لگا۔۔۔"

مگر ضمیر کی یہ آواز سو اونٹ پانے کی خواہش کے مقابلے میں دم توڑ گئی اور وہ دوبارہ اٹھا اور پھر شکار کی طرف بڑھا۔۔۔ قریب جا کر اس نے اپنا نیزہ سیدھا کیا، لیکن پھر وہ کچھ ہو گیا جس کا اس نے تصّور بھی نہ کیا تھا۔

اس دفعہ اس کی گھوڑی گھٹنے گھٹنے ریت میں دھنس گئی! لگتا تھا کہ ریت نے اس کے دونوں پاؤں جکڑ لیے ہیں۔۔۔ گھوڑی زور لگانے کے باوجود نہ ہل سکی۔

حقیقت اب واضح ہو چکی تھی۔ سراقہ ابن مالک خوف میں ڈوبی ہوئی آواز میں چیخا: "مجھے بچاؤ۔۔۔ اپنے سچے اللہ سے میرے لیے دعا کرو۔۔۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ آپ کا پیچھا نہیں کروں گا"!

وہ جنھیں زندہ یا مردہ حاصل کرنے کی نیت سے آیا تھا، عجیب مہربان ہستی تھے! انھوں نے اللہ سے دعا

کی تو ابن مالک کی اونٹنی ریت سے باہر آگئی۔ باہر آتے ہی ابن مالک کی نیت پھر بدل گئی۔ وہ دوبارہ ان پر حملہ آور ہوا۔

اس دفعہ اس کی گھوڑی پہلے سے بھی زیادہ زمین میں دھنس گئی!

اپنا یہ حشر دیکھ کر وہ منتیں کرنے لگا۔ اپنے آپ کو ملامت کرتے، آنکھوں سے ندامت کے آنسو بہاتے فریاد کرنے لگا:

"اے محمد (ﷺ) میرا سارا سازو سامان واپس لے لیں، میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ اب اس مصیبت سے نکل گیا تو واپس ہو جاؤں گا، اور آپ کے تعاقب میں آنے والوں کو بھی ادھر نہیں آنے دوں گا۔"

وہ جن کا پیچھا کر رہا تھا، اللہ کے آخری رسولؐ اور دنیا کی سب سے مہربان ہستی تھے اور رسولوں کے معاملے میں اللہ کا قانون یہی ہے کہ کوئی کافر انھیں مغلوب نہیں کر سکتا اسی لیے ابن مالک پر یہ افتاد پڑ رہی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ عظیم ترین صحابیؓ حضرت ابو بکر صدیقؓ تھے۔ اللہ کے رسولؐ نے ایک مرتبہ پھر اسے معاف کر دیا اور فرمایا:

"جاؤ واپس لوٹ جاؤ، سامان کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں، البتہ لوگوں کو ہمارے تعاقب میں نہ آنے دینا۔"

آپؐ کے معاف کرتے ہی اس کی گھوڑی پھر زمین کی گرفت سے آزاد ہو گئی۔ ابن مالک حیران بھی تھا، خوف زدہ بھی اور اپنے شکار کا شکر گزار بھی۔ اس نے واپسی کی طرف چند قدم بڑھائے، پھر رکا اور بلند آواز سے بولا:

"اجازت ہو تو ایک بات کروں، اللہ کی قسم کوئی بُری حرکت نہیں کروں گا۔"

ارشاد ہوا: "پوچھو کیا بات ہے؟"

"اے محمدؐ! مجھے یقین ہے کہ آپ کا دین پورے عرب میں غالب ہو کر رہے گا۔۔۔ مجھ سے وعدہ کریں

جب میں آپ کی سلطنت میں آؤں، تو آپ میری عزت کریں گے۔۔۔ اور مہربانی کر کے یہ وعدہ مجھے لکھ کر دیں۔۔۔"

حضورؐ نے حضرت ابو بکرؓ کو حکم دیا تو انھوں نے وہاں پر ایک دستیاب ہڈی پر یہ وعدہ لکھ کر اس کے حوالے کر دیا۔

وہ پلٹا تو اس دفعہ آپؐ نے اسے آواز دی:

"سراقہ بن مالک! جب تم کِسریٰ کے کنگن پہنو گے تو تمھیں کیسا لگے گا؟"

ابن مالک حیران ہو کر بولا: "کسریٰ ہرمز، شہنشاہِ ایران کے کنگن"!

"ہاں کسریٰ بن ہرمز کے کنگن"!

وہ اسے حیران چھوڑ کر یثرب کی طرف دوبارہ بڑھنے لگے۔

سراقہ ابھی راستے ہی میں تھا کہ اسے کچھ لوگ ملے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کر رہے تھے۔

"واپس چلے جاؤ، میں نے تلاش میں چپہ چپہ چھان مارا ہے، تم اچھی طرح جانتے ہو کہ پاؤں کے نقوش دیکھنے میں میرا کوئی مقابلہ نہیں، جاؤ، انھیں کہیں اور تلاش کرو۔" اور ڈھونڈنے والے سراقہ کے کہنے پر واپس چلے گئے۔

اس واقعے کو کئی برس بیت گئے۔

پھر وہ دن بھی آیا جب حضورؐ صحابہؓ کے عظیم لشکر کے ساتھ مکہ میں فاتح کی حیثیت سے داخل ہوئے۔ سراقہ آپ کے پاس آیا۔ اس وقت حضورؐ انصاری صحابہؓ کے جھرمٹ میں تھے۔ سراقہ کو قریب دیکھ کر انھوں نے نیزے اس کی طرف سیدھے کر لیے۔ سراقہ ان سے بچتا بچاتا، گھوڑے پر سوار آپؐ کے پاس پہنچا۔ آپؐ ایک اونٹنی پر سوار تھے۔ سراقہ نے وہی ہڈی اٹھا رکھی تھی جس پر ابو بکرؓ صدیق نے آپؐ کی طرف سے وعدہ لکھ کر دیا تھا۔ بولا:

”اے اللہ کے رسولؐ! یہ میں ہوں، سراقہ بن مالک۔ میرے پاس آپ کا لکھا ہوا وعدہ ہے“!

آپؐ نے فرمایا: ”سراقہ میرے پاس آؤ، آج وعدہ پورا کرنے کا دن ہے۔“

اس نے سنا اور اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا۔

وقت تیزی سے گزرنے لگا۔۔۔ حتیٰ کہ حضرت عمر فاروقؓ کا زمانہ آ گیا۔ اسلام کا پیغام عرب سے نکل کر دنیا میں پھیلنے لگا۔ خلفائے راشدین، اس ملک کے لوگوں کو ان کے حکمرانوں سے آزاد کرانے کا فرض پورا کر رہے تھے جن کی طرف حضورؐ نے اپنی سفارتیں بھیجی تھیں، انھیں اسلام کی طرف بلایا تھا۔ گویا صحابہؓ حضورؐ ہی کے کام کو آگے بڑھا رہے تھے کیونکہ وہ آپؐ کی نیابت میں یہ کام کر رہے تھے۔ اس لیے راستے میں آنے والی ہر رکاوٹ دور ہوتی گئی۔ نہ ایرانی سلطنت اسلام کے آگے بند باندھ سکی اور نہ روم کی طاقت ان کا راستہ روک سکی۔

پھر ایک دن لشکرِ اسلام کا قاصد ایران فتح ہونے کی خوش خبری لایا۔ اس کے ہمراہ بہت سارا سامان بھی تھا۔ مسجد نبوی میں بڑے بڑے صحابہؓ، سیدنا عمرؓ فاروق کے ہمراہ موجود تھے۔

قاصد نے مالِ غنیمت امیر المومنین کے سامنے رکھا۔ اس میں شاہ ایران کا تاج، سونے کے تاروں سے بنا شاہی لباس، قیمتی پٹی، جس پر ہیرے جواہرات جڑے تھے اور سونے کے دو کنگن بھی موجود تھے۔ دیگر قیمتی نایاب اشیاء اس کے علاوہ تھیں۔ سیدنا عمرؓ نے اس بیش بہا خزانے کو اپنی چھڑی سے الٹ پلٹ کر دیکھا۔ پھر فرمایا:

”جو لوگ مالِ غنیمت لے کر آئے ہیں، بلاشبہ وہ ایمان دار ہیں۔“

سیدنا عمرؓ کے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ یہ قیمتی سامان بغیر کسی کمی کے، حفاظت کے ساتھ لانا واقعی امانت داری کا بہت بڑا امتحان تھا اور اسلامی قاصد اس امتحان میں پورے اترے تھے۔

حضرت عمرؓ نے حاضرین پر نظر دوڑائی۔ ان کی نگاہ سراقہؓ بن مالک پر جا کر رک گئی۔ انھیں معلوم تھا کہ سراقہؓ ایک دیہاتی قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ انھوں نے سراقہؓ کو اپنے پاس بلایا۔ اسے شاہ ایران کا

لباس پہنایا۔ کمر پر ہیرے جواہرات کی پیٹی باندھی، سر پر تاج رکھا اور آخر میں اس کے ہاتھوں میں سونے کے کنگن پہنائے۔۔۔ کسریٰ ہرمز، شہنشاہِ ایران کے کنگن!

سراقہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

اللہ کے رسولؐ کی زبانی ان ہونی بات کئی برسوں کے بعد مکمل ہو گئی تھی!!

ہمارے لئے عمل کا نقطہ کبھی بغیر سوچے سمجھے بات نہ کریں۔ یہ زبان انسان کو جہنم میں گرائے گی۔

حدیث کا خلاصہ؛ بعض دفعہ انسان اپنی زبان سے ایک کلمہ ایسا کہتا ہے جو اُسے جہنم میں لے جائے گا اور بعض اوقات ایک ایسا کلمہ اپنی زبان سے کہتا جو اُسے جنت میں لے جاتا ہے۔

زبان سے غلط بات کہنے سے کسی کا دل دکھی ہو سکتا ہے۔ اور ساری نیکیاں ضائع ہو سکتی ہیں۔

جب اس نے پیٹھ پھیری تو آپ ﷺ نے فرمایا" :اس کی نسل سے ایک قوم نکلے گی جن کی نمازوں کے مقابلے میں تمہاری نمازیں تمہیں حقیر معلوم ہوں گی اور ان کے روزوں کے مقابلے میں تم میں سے ایک اور کو اپنے روزے حقیر معلوم ہوں گے لیکن وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے۔ تمہیں جہاں بھی وہ مل جائیں ان کے قتل میں کمی نہ کرو آسمان تلے ان مقتولوں سے بدتر مقتول اور کوئی نہیں"۔ (صحیح بخاری:3610)

اُس کی نسل سے خوارج کا فرقہ پیدا ہوا۔ عبادات تو کرتے تھے لیکن دین اسلام سے نکل گئے۔

عمل کا نقطہ: کبھی کسی کو نیکی کا کام کرتے دیکھیں۔ کسی کو واعظ و نصیحت کرتے دیکھیں۔ تو اُس پر اپنی رائے زنی نہ کریں۔ نہ ہی بدگمانی کریں۔ نہ ہی بحث اور تنقید کریں۔ کسی پر کوئی الزام نہ لگائیں۔

شیطان آپ کو ایسی باتوں میں مصروف کر دیتا ہے۔

آج کے دَور میں غیر مسلموں نے ہمارے لیڈران کو بے عزّت کر دیا۔ جب ہم اپنے امام، مفتی اور مذہب کے لیڈر کی عزّت نہیں کرتے تو مذہب میں شکوک وشبہات پیدا ہوتے ہیں۔ میڈیا اُن کی باتوں کو خوب اُچھالتا ہے۔ تو عام لوگ مذہب سے مزید دُور ہو جاتے ہیں۔

اس کی سزا یہ ہے کہ ہم خود دین سے دُور ہو جاتے ہیں۔

پہلے دَور میں بھی ایسا ہوتا آیا ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ کو جیل میں ڈال دیا گیا۔ مذہبی علماء اور نیک لوگوں کو ذلیل ورسوا کرنے کی کوششیں کی گئیں۔ کوڑے مارے گئے۔ سزائیں دی گئیں۔

اللہ نے اُن کو دین اور دُنیا میں عزت واحترام عطا فرمایا۔ اُن کے کئی پیرو کار ہیں۔ آج تک اُن کا نام زندہ ہے۔

مال اور اولاد آزمائش ہیں۔

عربی زبان میں کہتے ہیں کہ (ترجمہ) کوئی جیسا خود ہوتا ہے دوسرے کو بھی ویسا ہی سمجھتا ہے۔
اللہ کے نبیؐ کو کس قدر دکھ ہوا ہو گا۔ لیکن کیونکہ وہ اللہ کے لئے کام کرتے تھے اس لئے انہوں نے اپنا نیکی کا کام جاری رکھا۔

ہمارے لئے سبق؛ جب بھی آپ کو کوئی باتیں سنائے تو پریشان مت ہوں۔ اللہ کی رضا کے لئے دین کا کام کرتے رہیں۔